اسلامی نظام زر

سی چیز کا نقطہ انجماد پر پہنچنا اس کے مردہ اور بے کار ہونے، زندگی کی رونق ختم ہونے اور توانائی ختم ہونے کے مترادف ہے۔ کیونکہ زندگی چہل پہل اور تصرفات و حرکات کا مجموعہ ہے۔ اگر یہ صفات نہ ہوں تو وہ زندگی نہیں بلکہ موت ہے۔ یہی صورت حال دولت اور سرمائے کی ہے۔ سرمایہ اگر حرکت میں رہے تو یہ مفید دولت ہے وگرنہ یہ اس دفینے اور خزانے کیطرح بے کار ہے جو زمین میں دبا دیا گیا ہو یا محفوظ ہونے کے نام سے کسی اور جگہ بے کار پڑا ہو۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ زمین کے پیٹ میں بے کار ہے اور یہ کسی متمول کی تجوری میں بے کار پڑا ہے۔ قرآن کریم میں دولت کے متعلق ارشاد باری ہے۔

کی لا یکون دولة بین الاغنیاء منکم

(سورۃ الحشر جز ۲۸)

تاکہ وہ مال تمہارے مالداروں کے ہاتھوں میں ہی نہ گھومتا رہے۔

اس ارشاد مبارک کے مطابق وہ مال جو مصنوعی انداز میں صرف چند لوگوں کے ہاتھوں میں مرتکز ہو۔ وہ بے کار اور غیر مفید ہے۔ لھذا ملکی سرمائے کے تصرف میں جیسے اغنیاء اور اشرافیہ کا حق ہے۔ اسیطرح فقیر، مسکین اور محتاج لوگوں کا حق ہے صرف منہ میں سونے کا چمچہ لیکر پیدا ہونے والے ناز و نعم سے زندگی بسر نہ کریں بلکہ صبح و شام فاقے کرنیوالے بھی زندگی کے عذاب مسلسل سے نجات پاسکیں۔ ہمارے پیغمبر ﷺ کو اسی بات کا حکم دیا گیا تھا کہ:

ولا تجعل یدک مغلولة الیٰ عنقک ولا تبسطها کل البسط فتقعد ملوما محسورا.

اے نبی آپ اپنے ہاتھوں کو بہت زیادہ تنگ نہ کرلیں جیسے گردن سے بندھے ہوں اور نہ بہت زیادہ کھولیں کہ آپ خود ملامت زدہ اور حسرت بھرے رہ جائیں۔

گویا تصرفات میں ایک نبی بھی افراط و تفریط نہ کرے بلکہ معتدل رہے۔

اب جبکہ دنیا کی غالب آبادی ان افراد پر مشتمل ہے جو کہ معاشی طور پر کمزور ہیں اور ان کمزور افراد کی اکثریت ان ممالک میں ہے جو کہ کمزور اور ترقی پذیر ہیں بدقسمتی سے یہ ممالک اور ان کی اکثر آبادی ایک ایسے گھناؤنے معاشی چکر میں جکڑی ہوئی ہے جس سے نجات اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ جدید تعلیم معاشیات میں یہ چکر اس طرح دکھایا گیا ہے۔

معاشی پسماندگی ◄ کم پیداوار ◄ کم آمدنی ◄ کم بچت ◄ کم سرمایہ کاری ◄ سرمائے کی قلت۔

ایسی صورتحال میں معاشی طور پر مضبوط سرمایہ دار مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے جبکہ غیر متمول اور کم آمدنی والے افراد اگر مزید نیچے نہ جائیں تو وہ اوپر بھی نہیں آسکتے۔

اسلامی معاشرہ میں کسی آدمی کی مشکل یا مصیبت اکیلی نہیں ہوتی بلکہ اجتماعی سمجھی جاتی ہے۔ اسلامی نظام معیشت میں افراد کی روزی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ انسان تو پھر بھی اشرف المخلوقات ہے جس کو آفت میں تنہا چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اشرافیہ کو دولت کی ریل پیل کیوجہ سے مزید معاشی تحفظات ملتے ہیں انہیں آم کے بدلہ میں صرف آم نہیں گٹھلیوں کے بھی دام ملتے ہیں یہ جدید معاشی نظاموں کے تحائف خصوصا سرمایہ دارانہ نظام جسکی دنیا میں اکثر ممالک میں پوجا کی جارہی ہے۔ اس میں غربت، کمزوری، یا حقوق کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ اکاؤنٹ اور بینک بیلنس پہ نگاہ رکھی جاتی ہے۔ اس کا مشاہدہ ہم پچھلے دنوں شہر

کیونکہ میں سرمایہ دار ممالک کے اجلاس میں کر چکے ہیں۔ دنیا کے متمول ممالک اور ان کے سرمایہ دار افراد ایک آزاد تجارتی زون قائم کرنے پر مصر ہیں۔ اس تجارتی بلاک سے ترقی پذیر ممالک، خصوصا اسلامی ممالک کو کس قدر فائدہ ہوگا صرف اتنا کہ ان بچے سرمائے کو مزید پابند سلاسل کر دیا جائے گا۔ تاکہ پاکستان جیسے گستاخ ملک کی معیشت کو پابجولاں کرکے بقیہ سانس بھی نکال لئے جائیں۔

ترقی پذیر ممالک کی ایک یہ بھی دشواری ہے کہ ان کی معیشت کے نگران ومحافظ نقب زنی کرتے رہتے ہیں جس قدر سرمایہ ان ممالک ایسے ممالک میں موجود ہوتا ہے اس لئے بیرون ممالک منتقل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی۔ شاید اکیلے لوگوں کو اپنے ملک میں جس نے انہیں سب کچھ دیا ہو تحفظ نہیں جب کہ کرسی اقتدار پر ان جیسی ہی کالی بھیڑیں براجماں رہتی ہیں یقیناً یہ ایک دوسرے کے کرتوتوں کو جانتی ہوتی ہیں لہٰذا تحفظ دینا تو ان کی مجبوری بھی ہے تاکہ کوئی بھی ننگا نہ ہو۔ ہمارے بہت سے اصحاب حل وعقد جو اسلام کی مالا جپتے نہیں تھکتے اور جو ملک کی مٹی سے اتنا پیار کرتے ہیں کہ ترقی نام پر فنڈ اور قرض لیتے ہیں مگر ملک کی ترقی سے پہلے ان کی ترقی ہو جاتی ہے۔ ملکی خزانہ آباد ہو یا برباد۔ ان کے خزانے ضرور بھرے رہتے ہیں۔ اس طرح ڈالروں کے ڈیل ڈول میں عالمی ادارے بھی خوش اور لٹیروں کے بھی وارے نیارے۔ اسلامی ریاست میں خلافت راشدہ کے نظام کی برکات تو حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کیطرح یہ کوئی بھی اعلان نہیں کرتا کہ ”لوگو میں تم پر خلیفہ بنا دیا گیا ہوں اگر میں درست بات پر عمل کروں تو میرا ساتھ دو اگر میں نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں تم میں سے ضعیف میرے نزدیک قوی ہے حتیٰ کہ میں اس کا حق اسے نہ دلا دوں تم میں سے قوی میرے نزدیک کمزور ہے حتیٰ کہ میں اس سے حق لے نہ لوں“ (تاریخ اسلام ۱/ اکبر شاہ نجیب آبادی) کوئی تو ایسا ہمارے نظام معیشت میں پاک نفس ہو کہ جس پر حضرت عمرؓ کی طرح مجمع عام میں اعتراض کیا جا سکے تو وہ تسلی بخش جواب دے۔ لیکن اب تو سات سمندر پار سے نیب کو ثبوت لانے پڑتے ہیں۔ تاکہ منہ کالا کیا جا سکے۔ لیکن یہ سچ ہے کہ جن کا دل ہی کالا ہو اسے منہ کالے سے کوئی مضائقہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اعتراض اٹھائے کہ سرمائے کی منتقلی سے ملک کو کوئی نقصان نہیں کیونکہ ابتدائے اسلام میں بھی تو لوگ شام سے لین دین کرتے تھے تو بڑی تعداد میں انتقال دولت تو قابل تعریف عمل ہے۔ نہ کہ قابل توبیخ۔ ابتدائے اسلام میں لوگ شام اور دیگر علاقوں سے تجارتی لین دین کرتے تھے مگر سرمایہ تو کبھی کسی نے منتقل نہ کیا ثانیا یہ کہ مصنوعی لحاظ سے سرمائے کو منتقل کرنا کسی ملک کو کھوکھلا کر دینے کے مترادف ہے۔ تاریخ میں ایسی بہت سی شہادتیں موجود ہیں کہ کبھی مسلح سپاہ نے سرمائے کی قلت کی کی بناء پر بغاوت کر دی۔ اور کبھی ملک ہی صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا۔ جیسا کہ مشہور مقولہ ہے کہ Army marchs on Stomach. اس سے بڑھ کر اور کیا بڑی بدقسمتی ہو سکتی ہے کہ ہماری سرحدوں کے محافظ سرحدوں کو کھوکھلا کرنے پہ تلے ہوئے ہیں ہمارے جنرل صاحبان جو کہ ملک عزیز پر خون کا آخری قطرہ قربان کر دینے اور دل وجان سے خدمت کے دعوؤں سے نہیں تھکتے کروڑوں روپے باہر لیجا چکے ہیں نہ جانے یہ کیسے سرانجام دے رہے ہیں کہ ملک کو دیوالیہ ہونے کے قریب کر دیا ہے۔

یقیناً یہ تمام امور اسلام کے نظام معیشت اور اسلامی نظام زر کے سراسر منافی ہیں سرمایہ اگر بیرون ملک منتقل نہ ہو اور ملکی سرمائے کو ظاہری وخفیہ تحفظ حاصل ہو تو وہ معیشت کمزور نہیں پڑتی سرمایہ کی مقدار اتنی اہم نہیں ہے جتنی یہ بات اہم ہے کہ سرمائے کو تحفظ کس قدر حاصل ہے۔

ثانیا سرمائے کا استعمال کتنا ہے۔

ثالثا دولت کا استعمال پیداواری مقاصد کیلئے ہے یا غیر پیداواری مقاصد کیلئے۔

اگر مالدار لوگوں کو یہ یقین ہو کہ ان کی دولت ملک کے اندر محفوظ ہے۔

ب۔ سرکاری وغیر سرکاری افراد اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف نہیں کریں گے۔

ج۔ اسے یہ یقین ہو کہ ناگہانی صورتحال میں حکومت وقت اس کی مدد کرے گی۔

د۔ مستقبل کی ذاتی ضروریات جیسے فیکٹری، دوکان کی تعمیر اور شادی وغیرہ میں حکومت ساتھ دے گی۔

تو متمول افراد اپنی پس انداز کی ہوئی رقوم کو بازار میں پیش کر دیں۔ اگر کم آمدنی والے افراد کو بھی معاشی تحفظات حاصل ہوں تو وہ اپنی بچتیں بازار میں لانے پر تیار ہو جائیں۔ جب کم آمدنی والے افراد اس طرح دلچسپی لینا شروع کر دیں تو یہ ملک کی معیشت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

جہاں تک سرمائے کی حفاظت کا تعلق ہے تو وہ اسلام نے ہر چیز پر مقدم رکھا ہے لہٰذا جو آدمی اپنے حلال رزق کی حفاظت میں قتل کر دیا جائے تو وہ شہید کا درجہ پاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

من قتل دون ماله فهو شهيد

جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے۔ (نسائی ابوداؤد)

اگر کوئی آدمی اپنی رقم بینک یا کسی اور مالی ادارے کے سپرد کرتا ہے تو اصل مالک کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف ناجائز ہے کہ مکہ سے ہجرت کیوقت آپ کے پاس لوگوں کی امانتیں

موجود تھیں جو آپ ہجرت کرتے ہوئے واپس کرنے کا انتظام کر گئے۔

آج کے دور میں بینک یہ خدمت سرانجام دیتے ہیں تو جس ملک میں بینک ہوں گے اس کی حفاظت حاکم وقت کی ذمہ داری ہے۔ حضرت عمرؓ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ادوار مبارک میں مسافروں کی حفاظت کا بندوبست کیا گیا۔ کسی وقت اگر ڈاکے کی شکایت ہوتی تو اس کا مناسب مداوا کیا گیا۔ بینک کو دی گئی رقوم لوگوں کی امانتیں ہوتی ہیں اور امانت میں خیانت کرنا ایک منافق کی نشانی ہے۔

ضرورت سے زائد رقم کی مناسب جگہ الماری نہیں بلکہ غریب مستحق لوگ ہیں آپؐ کے اسوہ سے دولت صرف کرنے کی رہنمائی ملتی ہے

ثانیا یہ کہ دولت کا استعمال کس قدر ہے خصوصا اس وقت جب دولت جمع کرنے کیوجہ سے ملکی معیشت کمزور پڑ رہی ہو تو اسلامی تصور معیشت سے یہ بات بالکل خارج ہے۔ اولا ایسا شخص جو دولت جمع کرتا ہے مگر اس کے حقوق و فرائض ادا نہیں کرتا اسے وعید سنائی گئی ہے۔ ویل لکل همزه . الذی جمع مالا۔ ایسے آدمی کیلئے تباہی جو دولت جمع کرتا ہے اور وعدده. یحسب ان ماله اخلده. ...... وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کی دولت ہمیشہ اسی کے پاس رہے گی (نہیں ہر گز نہیں)۔

ایک اور اہتمام یہ کیا ایک سال سونے چاندی نقدی وغیرہ گزر جائے تو زکوۃ لازم کردی ایک تو دولت مخفی نہ رہے گی دوسرا یہ کہ دولت تقسیم ہوجائے گی۔

ضرورت سے زائد سرمایہ خرچ کردینا چاہئے۔ قرآن کریم نے خرچ کرنے کی اس طرح ترغیب دلائی۔

یسئلونک ما ذا ینفقون. وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا صرف کریں۔ قل العفو کہہ دیجئے جو زائد ہو۔

ضرورت سے زائد رقم کی مناسب جگہ الماری نہیں بلکہ غریب مستحق لوگ ہیں آپؐ کے اسوہ سے دولت صرف کرنے کی رہنمائی ملتی ہے کیونکہ دولت جمع نہ ہونے دی۔ جب بھی مال فئی یا مال غنیمت آیا اسے لوگوں میں صرف کردیا گیا اگر کسی دوسرے آدمی کی امانت سپرد کی گئی تو اس بارے میں ارشاد ہے کہ اس مال سے تجارت کیا کرو یہ نہ ہو کہ سارے مال کو زکوۃ کھا جائے۔

لوگ اس لئے دولت پس انداز کر کے رکھتے ہیں کہ آفات و آلام کیوقت وہ کام آسکے۔ دراصل انسان حریص بھی ہے اور کم علم بھی پھر جدید دور کی معاشرتی تنہائی نے اسے اور زیادہ مجبور کردیا ہے کہ وہ مستقبل کیلئے رقم بچا کے رکھے۔ ہر آدمی اگر رقم بچا کر رکھے تو اس سے ملک، کی دولت کا ایک بڑا حصہ بیکار پڑا رہیگا لہذا اس کا بھی پہلے سے اہتمام کردیا گیا۔

اسلامی معاشرہ میں کسی آدمی کی مشکل یا مصیبت اکیلی نہیں ہوتی بلکہ اجتماعی سمجھی جاتی ہے کسی آفت کی صورت میں دولت ضائع ہوجائے یا قدرتی آفت آپڑے تو اس بارے میں فرمایا گیا

المسلم للمسلم کالبنیان یشد بعضه بعضا (الحدیث)۔ ایک مسلمان دوسرے کیلئے دیوار کی طرح ہے جو ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں اکیلے آدمی کو مسکین قرار دیا گیا ہے جس کیلئے ہر مدد سے تعاون جائز ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

انما الصدقات للفقراء والمساکین . صدقات فقراء اور مساکین کا حق ہے۔

جب تک یہ آدمی اپنے پاؤں پہ کھڑا ہوجائے اس کیساتھ تعاون پورے معاشرہ کی ذمہ داری ہے اسلامی نظام معیشت میں مسلم اور غیر مسلم سب کا خیال رکھا گیا ہے کوئی غیر مسلم اگر مصیبت زدہ ہو تو اس کیساتھ بھی تعاون اس طرح کرنا چاہئے جیسے ایک مسلم کیساتھ کیا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جب ایک بوڑھے یہودی کو رزق کی تلاش میں سرگرداں دیکھا تو خلیفہ وقت نے اس بوڑھے اور دیگر سب کمزور آزاد کیلئے روزینے لگوا دیئے۔ حضرت عمرؓ کا ایک بہت مشہور قول ہے کہ اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوک سے مرجائے تو عمر سے قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔

گویا اسلامی نظام معیشت میں جانوروں کی روزی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ انسان تو پھر بھی اشرف المخلوقات ہے جس کو آفت میں تنہا چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ بدقسمتی سے جیسے ہمارے حکمران اسلامی معاشرتی اقدار سے نابلد ہیں اسی طرح عوام بھی ناواقف ہیں سب اپنی اپنی تنہائی کی جیل میں بند مشکلات کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔

رابعا۔ سرمایہ جمع کرنے کی ایک بڑی وجہ لوگوں کی مستقبل کی ضروریات ہیں

بقیہ: صفحہ نمبر